

خواجہ محمد صادق نقشبندی رحیمیہ کی تعلیمات میں تصور امن

The Concept of Peace in the Teachings of Khawaja Muhammad Sadiq Naqashbandi (R. A.)

Dr. Mumtaz Ahmad Sadidi

Chairman Department of Arabic,

University of Minhaj, Lahore.

Abstract

Khawaja Muhammad Sadiq Naqshbandi played a significant role in promotion of peace and tolerance. He advised the preachers to work for the transformation of character and avoid differences of opinion, so that the hurting of the feelings of others may be avoided. He believed that opinion should not be imposed upon others. He wanted to remove social inequalities. This article studies the contribution of Khawaja Muhammad Sadiq Naqshbandi (R.A.) in promotion of peace and tolerance.

Key Words: Khawaja Muhammad Sadiq Naqshbandi, Peace, Tolerance, Social Harmony

صوفیہ کے حوالے سے یہ تصور ہنوں میں رائج ہے کہ یہ حضرات دنیا سے منہ موڑ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، کیا یہ قدسی نفس حضرات معاشروں میں تصور امن کو رائج کرنے کے علاوہ برداشت اور رواداری کو فروغ دینے کا سبب بھی بنتے ہیں؟ پیش نظر ریرچ آرٹیکل میں حضرت خواجہ محمد صادق نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کی روشنی میں اس امر کا جائزہ لیا جائے گا۔

اسلامی تاریخ گواہ ہے کہ صوفیہ کرام جہاں کہیں بھی قیام پذیر ہوئے وہاں انہوں نے محبت کے فروغ، قیام امن اور اتحاد امت کی بقاء میں موثر کردار ادا کیا، صوفیہ نے بلا تفریق مذہب و ملت انسانیت کو معرفت خداوندی کے جام سے سیراب کیا، پاکستان و ہندوستان میں تمام خانقاہیں خدمتِ خلق کی فلاح و اصلاح کا درس دیتی رہی ہیں۔

حضرت خواجہ محمد صادق نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی ایک نمائندہ شخصیت تھے، برصغیر میں سلسلہ نقشبندیہ کو فروغ دینے والی عظیم شخصیت حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے عمل اور مکتبات کے ذریعے انسانیت کو وہ دستور امن دیا جس کے گواہ مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلم بھی ہیں، آپ نے جہاں کلمہ حق کو بلند کیا وہیں محبت، برداشت اور رواداری کے فروغ میں بھر پور کردار ادا کیا۔

تاریخ اسلامی کے اویں ادوار تصوف سے تعلق کے باعث محبت، رواداری، اعتدال پسندی اور وحدت امت کی عملی مثالوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ مراکش سے لے کر وسط ایشیا تک آج بھی مسلمانوں کا تشخص تصوف اور صوفی تحریکوں کا مرہون منت ہے، کیونکہ عرب دنیا اور وسط ایشیا کے معاشروں میں صوفیہ کی بدولت صدیوں سے مذہبی، سماجی اور رشافتی ہم آہنگی قائم ہے۔ بیل یونیوٹی امریکہ کے پروفیسر مختار گھمبو لکھتے ہیں:

”آج مراکش میں نوجوان نسل تیزی سے تصوف کی طرف راغب ہو رہی ہے۔ دراصل اس کے پیچھے وہاں کے خانقاہی نظام کے اندر پائے جانے والی اعتدال پسندی، رواداری، قرآنی اصولوں کی معتدل تشریح، بتگ نظری کو مسترد کرنے اور اتحاد امت کے آفاقتی شعور کو اپنانے کی سوچ کا رفرما ہے۔ صوفی ازم کے پیش کردہ ”انسانیت“ اور ”اتحاد امت“ کے اصولوں میں مسلمانوں کی نسل نوجوانوں کی ایک متوازن طرز زندگی نظر آتا ہے جس کے ذریعے وہ مذہبی و شرعی احکام و فرائض سے پہلو تھی کیے بغیر وہ اپنی جدید معاشرتی زندگی بحسن و خوبی گزار سکتے ہیں۔“ (۱)

ماضی کے صوفیہ اور مشائخ کی طرح عصر حاضر کے صوفیہ بھی اس بات پر زور دیتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ قدیم اقدار کو تھام کر جدید زمانے کی ترجیحات کے مطابق خود کو ڈھالا جائے اس طرح وہ خود کو اور اپنے پیروکاروں کو شدت پسندوں سے دور کر لیتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے چالیس سال کی عمر میں بعثت مبارکہ سے قبل ہی زہد پر مبنی ایک روحانی نظام کی بنیاد ڈال دی تھی۔ اعلان نبوت سے قبل بھی پیغمبر اسلام ﷺ کا کئی کئی ہفتے اور کئی کئی دن مراقبے میں گزارا کرتے تھے۔^(۲)

قرآن کریم میں آپ کے قیام کے بارے میں ارشاد ربانی ہے:

إِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُومُ أَذْنِي مِنْ ثُلُثِ الظَّلَالِ وَنَصْفَهُ وَثُلُثَهُ وَطَافِةً مِنَ الظَّدِينِ

معکط^(۳)

بے شک آپ کا رب جانتا ہے کہ آپ (کبھی) دو تہائی شب کے قریب اور (کبھی) نصف شب اور (کبھی) ایک تہائی شب (نمaz میں) قیام کرتے ہیں، اور ان لوگوں کی ایک جماعت (کبھی) جو آپ کے ساتھ ہیں (قیام میں شریک ہوتی ہے)۔

صوفیائے کرام نے حضور نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ کے انہی گوشوں کو اپنی زندگیوں کے لیے مینارہ نور بنایا۔ حضرت امام غزالی نے اپنی نصف زندگی کے دوران مختلف مروجہ علوم میں طبع آزمائی کے بعد یہ علمی حقیقت دریافت کی کہ تصوف روح اسلام ہے۔

تصوف کو قرآنی اصطلاح میں ترکیہ نفس اور حدیث کی اصطلاح میں احسان سے تعبیر کیا گیا ہے۔ تصوف صرف روحانی اقدار و اطوار، مخصوص معمولات اور باطنی کیفیات، روحانی اشغال اور صوفیانہ مراسم کا مجموعہ ہی نہیں بلکہ علمی، فکری، معاشرتی، سماجی، تہذیبی و تمدنی اور تمام جہتوں میں اخلاص و احسان کا نام تصوف ہے۔ تصوف نے اپنے تمام معتقدات، نظریات اور معمولات کو قرآن و سنت کی بنیادوں پر استوار کیا ہے۔

حضرت جنید بغدادی فرماتے ہیں:

”راه تصوف وہی پاسستا ہے جس کے دائیں ہاتھ میں قرآن حکیم اور بائیکیں ہاتھ میں سنت رسول ﷺ ہو اور وہ ان دونوں چراغنوں کی روشنی میں راستہ طے کرے تاکہ نہ شک و شبہ کے گڑھوں میں گرے اور نہ ہی بدعت کے اندر ہیروں میں پھنسے۔“^(۴)

حضرت علی ہنجویری فرماتے ہیں:

”ہاطن کو مخالفت حق کی کدورت اور سیاہی سے پاک و صاف کر دینے کا نام تصوف
ہے۔“^(۵)

ابتدائی اسلام کے صوفیہ کرام کی طرح عصر حاضر کے صوفیہ بھی اعتدال پسندی، میانہ روی اور اسلام کی پر امن تعلیمات پر عمل پیرا ہیں۔ خدا کے ساتھ ذاتی لگاؤ اور باطنی قربت پر کامل ایمان و ایقان رکھتے ہیں۔ ان ہی شخصیات میں عصر حاضر کی عظیم شخصیت حضرت خواجہ محمد صادق نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ آپ دین و ملت کا درد رکھنے والی شہرہ آفاق شخصیات میں سے ایک ہیں جن کی زندگی کا ہر لمحہ دین کی خدمت میں گزرتا، آپ نے اپنی خداداد صلاحیتوں کو بروئے کارلا کراپے معتقدین اور حلقوں ارادت میں آنے والے ہزاروں احباب کو نہ صرف مقصد حیات سے آگاہ کیا بلکہ خود بھی اسے مدد نظر رکھتا اور اپنے ملنے والے ساتھیوں کو بھی ایسا کرنے کی تاکید فرمائی، یہ سب کچھ آپ کو اپنے عظیم خاندان سے ورثے میں ملا تھا۔

خواجہ محمد صادق نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے احوال و آثار:

علم و حکمت کا یہ آفتاب ۲۵ دسمبر ۱۹۲۱ء (بمطابق ۲۲ ربیع الثانی ۱۳۴۰ھ بمطابق ۱۱ پوہ بکری) بروز اتوار طوع ہوا۔^(۶)

آپ کے والد گرامی کا نام خواجہ محمد سلطان عالم رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ آپ کی پیدائش اپنے آبائی گاؤں چھپیاں میر پور میں ہوئی۔^(۷)

حضرت خواجہ محمد صادق نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت اس وقت ہوئی جب آپ کے والد ماجد حضرت خواجہ محمد سلطان عالم رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک پچاس برس تھی۔ آپ نے ایسے ماہول میں آنکھیں کھولیں جو سراپا تقوی و طہارت تھا۔ والد گرامی شریعت اور طریقت کے حسین امتران کا پیکر تھے۔ خانقاہ عالیہ میں ایک ایسی جماعت موجود ہوتی جن کی زندگی کا مقصد رضاۓ الہی تھا۔ شریعت و طریقت کی زریں بہاریں وہاں میر رہیں۔

حضرت خواجہ محمد صادق نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی سے حاصل کی۔ آپ کو اپنی بسم اللہ خوانی کی تقریب یاد تھی۔ آپ نے فرمایا: جب والد گرامی رحمۃ اللہ علیہ نے میری تعلیم کا آغاز فرمایا تو سب سے پہلے مجھے درود شریف پڑھایا پھر تصدیقہ برده شریف کا یہ شعر پڑھایا:

کفاک بالعلم فی الامی معجزة

فی الحاچلیة والتادیب فی الیتم

آپ نے قرآن مجید ناظرہ اور حفظ اپنے والدگرامی سے کیا۔ تجوید کے کچھ اساق لاهور کے قاری صاحب سے پڑھے۔^(۸)

تعلیمات:

حضرت خواجہ محمد صادق نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ نے جس پاکیزہ ماحول میں پروش پائی وہ سراپا رحمت تھا اس میں شدت پسندی کے سامنے دور دور تک نظر نہیں آتے تھے۔ آپ نے ہمیشہ امن کی تعلیم دی، آپ نے اپنے نظام کے تحت چلنے والے ادارے کے علماء خطباء اور واعظین کو امن کی خصوصی تلقین کی ہوئی تھی۔ ذیل امن کے میں آپ کے چند فرمودات دئے جاتے ہیں جو آپ نے علماء اور خطباء دیے تھے۔

آپ نے علماء کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

”لوگ اس نظام کے تحت مساجد میں آتے ہیں کہ یہاں کے مدارس کا فلم و ضبط، اوقات نماز کی پابندی، جماعت کی تقاریر میں کسی کو بر اجلاس کہنا وغیرہ خوبیاں دیکھتے ہیں یاد و سرے مسالک سے علق رکھنے والے۔ سبھی یہی کہتے ہیں کہ ہمیں اسی حلقة کے افراد تدریس اور امامت و خطابت کے لیے درکار ہیں۔“^(۹)

یعنی آپ نے امن کو اپنے روحانی نظام کا نصب اعین ہی قرار دیا ہے، نہ مسلک کی بات نہ مذہب، آپ امن اور انسانیت کی بات کیا کرتے تھے، یہی وجہ ہے کہ دوسرا مکتبہ فکر کے لوگ بھی آپ کے پاس آتے آپ سے تقویٰ، محبت اور امن کا درس لے کر جاتے، آپ کے اسی درس امن کا نتیجہ ہے کہ آپ کے نظام کے تحت چلنے والی ہزاروں مساجد اور مدارس میں کبھی کوئی مسلک یا مذہب کے خلاف کوئی بات ہوئی ہو۔ ذیل میں آپ کی تعلیمات سے امن کے بارے میں چند فرمودات پیش کیے جاتے ہیں۔

حضرت خواجہ محمد صادق نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے سلسلہ سے وابستہ واعظین کو بھی تنقید برائے تنقید اور مسلکی اختلافات میں الجھنے سے منع فرمایا، آپ فرماتے ہیں:

”وعظ کے لیے عربی نقاشر اور عربی کتب کا مطالعہ کرو تقریر میں فرقی خلاف کا نام ملت اواپنا مسلک سنجیدگی سے بیان کرو، اس سے غیر مذہب کا رد خود نہ تو دھو جاتا ہے۔ اسلام امن و صلح کا پیغام ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ اگر دشمنوں سے لڑائی اور جنگ ہو تو اسلام ان لوگوں سے جنگ کا حکم دیتا ہے جو مقابلہ کرنے کے اہل نہیں مثلاً عورتیں، بڑھے

، بچ اور دشمنوں کے مذہبی لوگ اُن پر تلوار اٹھانا منع ہے۔“ (۱۰)

اس ارشاد سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ امن کے حوالے سے آپ کی تعلیمات امن کتنی اہم تھیں، آپ واعظین کو احادیث مبارکہ کا حوالہ دے کر امن کی تعلیم دے رہے ہیں۔
آپ نے معاشرے میں بڑھتے ہوئے اختلاف اور شدت پسندی کے خاتمه کے لیے واعظین کو فرمایا:

”ابنی تقریر اور وعظ میں اصلاحی پبلوم نظر ہونا چاہیے زیادہ زور اصلاحی امور پر ہونا چاہیے تاکہ معاشرتی ناہمواریاں دور ہوں، اختلافی مسائل بیان کرنے سے گریز کریں کسی کی دل آزاری والی بات نہ کہیں۔“ (۱۱)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خواجہ صاحب کسی کی دل آزاری کو بھی پسند نہیں فرماتے تھے اور نہ اختلافی مسائل کو زیر بحث لانے کی اجازت دیتے تھے تاکہ معاشرے میں امن برقرار رہ سکے۔ آپ کی ان ہی امن کی تعلیمات کی وجہ سے ہی اگہار سے گلہار بن جہاں ہر وقت لڑائی جھگڑا ہوتا تھا بہ وہاں امن کا طوطی بولتا ہے، لوگ امن و سکون سے زندگی بسر کر رہے ہیں۔

بِهِمِ الْجَهَاؤ سے اجتناب کی تلقین:

حضرت خواجہ محمد صادق نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ فرقہ وارانہ الجھاؤ اور اختلاف کو ناپسند فرماتے تھے، کیونکہ اس سے معاشرے کا امن تباہ و بر باد ہوتا ہے اور کلمہ گو لوگ گروہوں میں بٹ جاتے ہیں۔ آپ نے اس بارے میں فرمایا:

”اپنے موقف پر قائم رہو اور اسے بطریق احسن بیان کر دو۔ دوسروں کے موقف کو ہدف تنقید نہ بناؤ۔ باہمی الجھاؤ کی وجہ سے اصلاحی جذبہ ماند پڑ جاتا ہے بلکہ مفقود ہو جاتا ہے۔ اصل موقف عمل ہے اسی قوت سے ہم دوسروں کو گرویدہ کر سکتے ہیں۔“ (۱۲)

آپ کے نزدیک جب اپنے موقف پر عمل اور دوسروں کو تنقید بنائے بغیر ہی اچھے طریقے سے ہوگی اور لوگوں کی اصلاح بھی قول فعل ہی متاثر کرتا ہے۔ آپ کے نزدیک دوسروں کو تنقید کا نشانہ بنانے سے بہتر ہے کہ اپنا قول عمل درست کیا جائے کیونکہ دوسروں پر تنقید کرنے سے فکری اختلافات میں شدت جنم لیتی ہے جو معاشرے کے امن کو تباہ کرتی ہے اور انسان کا اپنا علم بھی متاثر ہوتا ہے۔ اس بارے میں آپ نے فرمایا:
”ہمیں اپنے قول عمل سے اپنی جماعت کی ساری ضروریات پوری کرنا چاہیں۔ دوسروں کی

طعن و تشنیع سے ہمیں متاثر نہیں ہوں چاہیے، اس طعن و تشنیع سے مشتعل ہو کر ترکی بڑی جواب دینا کمال نہیں نزاعی مسائل اپنے مسلک کی روشنی میں کسی دوسرے گروہ کو زیر بحث لائے بغیر بیان کرنے چاہیں۔“ (۱۳)

حضرت خواجہ محمد صادق نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ اپنے وابستگان نزاعی مسائل میں بھی کسی دوسرے مسلک پر جارحانہ تنقید نہیں کرنے کی اجازت دیتے تھے بلکہ اپنی فکر پر کار بند رہنے کی اجازت دیتے ہوئے اور دوسروں کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنانے سے منع فرماتے تھے۔ گویا کہ آپ مکالمہ بین الممالک کے داعی تھے، آپ کی شخصیت کے معقول ہونے کی یہ بڑی واضح دلیل ہے۔

حضرت خواجہ محمد صادق نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ معلم اور خطیب حضرات کو تلقین فرماتے تھے کہ لوگوں کو دین کے قریب لانے والے بنونہ کہ دین سے دور کرنے والے، آپ نے فرمایا کرتے تھے:

”معلم اور خطیب حضرات عوام سے ایسا طریقہ اختیار کریں اور تبلیغ کا ایسا انداز اپناہیں کے لوگ دور ہونے کے بجائے دین کے قریب ہوں۔“ (۱۴)

آپ کے نزدیک نزدیک تبلیغ اور دعوت و ارشاد کے ثمرات تب حاصل ہوں گے جب ایسا طریقہ اختیار کیا جائے گا تبلیغ کا جس سے لوگ متاثر ہو کر دین کے قریب ہوں نہ گلہ دوسروں کے مسلک کو جارحانہ تنقید کا نشانہ بنایا جائے جس سے معاشرے میں بھی فساد ہو اور لوگ بھی علماء کی باہم ملٹائی کی وجہ سے دین سے دور ہو جائیں۔ حضرت خواجہ صاحب کا یہ ارشاد کتاب و سنت سے متضاد ہے۔

حضرت خواجہ محمد صادق نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ نے نہ بھی کسی دوسرے سلسلہ کے مشائخ سے اختلاف کیا اور نہ بھی ان پر بیجا تنقید کی بلکہ آپ واعظین کو بھی تلقین فرماتے کہ دوسرے سلسلہ کے لوگوں پر بلاوجہ تنقید نہ کی جائے، آپ فرماتے ہیں:

”عبدات میں اپنے سلسلہ شریف کا طریقہ اپنایا جائے مگر دوسرے کے طریقہ میں مداخلت نہ کی جائے۔ مثلاً اگر کوئی ذکر بالجھر کرتے ہیں تو کریں، نماز فرض کے بعد کلمہ طیبہ آواز باند پڑھتے ہوں تو پڑھیں۔ ہمیں اس پر اعتراض نہیں کرنا چاہیے۔“ (۱۵)

آپ ان مسائل میں اختلاف کو معاشرتی امن کے لیے زہر قاتل تصور کرتے تھے، اس لیے آپ نے ساری زندگی دوسرے سلاسل طریقت کے لوگوں سے نہ کبھی اختلاف کیا اور نہ ان پر بیجا تنقید کی تاکہ معاشرتی امن برقرار رہے اور لوگ سلاسل طریقت کے درمیان متنازعہ مسائل میں الجھ کر اسلام اور دین سے دور نہ ہوئے

چلے جاتے ہیں جائیں۔

حضرت خواجہ محمد صادق نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے نظام کے تحت چلنے والی مساجد میں لاوڈ پسیکر کے بے جا استعمال سے منع فرمایا ہے کیونکہ اس سے معاشرے میں دین ایک طرف سے بے زاری اور دسری طرف فرقہ واریت کا عصر ابھرتا ہے آپ کی رائے تھی کہ پسیکر کا استعمال بطور ضرورت ہی کیا جائے۔ جمع کے وعظ لئے بھی پسیکر اتنی دیر استعمال کیا جائے جب تک وعظ کمل نہیں ہوتا۔ آپ کے نظام کے تحت چلنے والی مساجد میں وعظ مختصر اور جامع ہوتا ہے کسی قسم کے مذہبی اور سیاسی سرگرمیوں سے منع فرمایا گیا ہے۔

حکومت پاکستان آذان کے علاوہ لاوڈ پسیکر پر پابندی لگا رہی ہے جبکہ حضرت خواجہ محمد صادق نقشبندی نے اپنے نظام کے تحت چلنے والی مساجد میں آج سے نصف صدی قبل اس کے بے جا استعمال پر پابندی لگادی تھی۔

حضرت خواجہ محمد صادق نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ حقوق العباد کی بڑی تاکید فرماتے تھے آپ کے نزدیک ان حقوق کی بجا آوری کے بغیر معاشرے میں امن قائم نہیں ہو سکتا، آپ نے فرمایا:

”ہر مسلمان دو طرح کی حقوق کی ادائیگی کا مکلف ہے۔

۱۔ اللہ کے حقوق

۲۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے حقوق۔ پہلی قسم کو حقوق اللہ کہتے ہیں جب کہ دوسرا قسم کے حقوق العباد کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات ارحم الرحیم ہے اس کی رحمتوں کا دروازہ ہر آن ہر نیک و بد پر کھلا ہوا ہے، اس نے شرک اور کفر کے سوا ہر گناہ کو اپنے ارادہ اور مشیت کے تحت قبل معافی قرار دیا ہے۔ مگر حقوق العباد کی ادائیگی میں کوتاہی اور تقصیر کی معافی ان بندوں کے ہاتھ میں رکھی ہے جن کے ساتھ وہ ظلم اور ناصافی ہوئی۔ جب تک ظلم اور ناصافی ہوتی رہے گئی معاشرے میں محبت اور بھائی چارہ قائم نہیں ہو سکے گا۔“^(۱۶)

حضرت خواجہ محمد صادق نقشبندی معاشرے کے امن کے لئے حقوق العباد کا خیال رکھنے کی بھی تاکید بھی فرماتے، جب تک معاشرے میں حقوق العباد کا خیال نہیں رکھا جاتا معاشرے سے بے چینی اور اضطراب کا خاتمہ نہیں ہو سکتا معاشرہ بھی پر سکون نہیں ہو سکتا، اسے لوگوں کے دلوں میں عداوت اور عدم برداشت بڑھتی ہے جو معاشرے کے امن کو تباہ کر دیتی ہے۔

ایک اور جگہ حقوق العباد کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا:

”کسی کا ایک پیسہ بھی ناقص نہیں رکھنا چاہیے، ہو سکتا ہے کہ انسان پیسے کو معمولی سمجھے اور وہی پیسے سب کچھ برپا کر دے۔“ (۱۷)

آپ عیاشی کو بھی معاشرے کی خرابی، اور فساد کی وجہ قرار دیتے، چنانچہ آپ نے فرمایا:
”لوگ اپنی ضروریات یا عیاشی کے لئے چوری کرتے ہیں اور دوسرے کامال ناقص کھاتے ہیں اس سے پورے معاشرے کا من تباہ ہوتا ہے اور لوگ ایک دوسرے کو شک کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔“ (۱۸)

آپ کے نزدیک معاشرے میں تب ہی امن قائم ہو سکتا ہے جب لوگوں کو ان کے حقوق مل رے ہوں، جب لوگ ناجائز اور جائز طریقے سے مال و دولت جمع کرنا شروع کر دیں اور غرباء کو نظر انداز کر دیں گے تو معاشرے کے تائے ہوئے لوگ اپنی ضروریات کے لئے چوری ہی کریں گے۔ اس سے ہر شخص دوسرے کو شک کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور معاشرے میں فساد پیدا ہوتا ہے۔

عفو و درگزر اور برداشت کی تاکید:

حضرت خواجہ محمد صادق نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ عفو درگزر کے ساتھ ساتھ تخلی اور برداشت کی تاکید فرمایا کرتے تھے، عفو درگزر سے ہی محبت اور بھائی چارہ قائم ہو سکتا ہے ورنہ لوگ آپس میں لڑتے رہیں گے، جب تک ایک دوسرے کی غلطی معاف نہیں کریں کریں لوگ عفو و درگزر کے بغیر معاشرے میں کیسے رہیں گے؟ مفتی محمد علیم الدین صاحب نے ایک نشست میں رقم کو آپ کا ایک واقعہ سنایا، آپ نے بتایا کہ دربار شریف سے ایک آدمی چوری کرتے ہوئے پکڑا گیا، اُسے آپ کے پاس لا یا گیا تو آپ نے فرمایا: ”اسے چھوڑ دو اس کو ضرورت تھی تو آیا ہے نا آپ کے عفو درگزر کی یہ اعلیٰ مثال ہے، آپ چاہتے تو اس کو پولیس کے حوالے بھی کر سکتے تھے، مگر یہاں معاملہ آپ کی ذات کا تھا، آپ نے عفو درگزر سے کام لیا اور لوگوں کو بھی عملی طور پر اس کی تعلیم دی کہ جب اپنی ذات کا معاملہ ہو تو عفو درگزر سے کام لو۔

آپ نے اپنے مکتوبات میں بھی عفو درگزر کی بار بار تاکید فرمائی ہے چنانچہ آپ نے ایک آدمی کو فرمایا:
”بندہ کو یہ جان کر کر کھوا کہ آپ کی دل آزاری ہوئی ہے، آپ کا تعلق اس خاندان سے ہے جنہوں نے پتھر کھا کر دعا نہیں دیں۔ آپ عفو درگزر سے کام لیں۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک درگزر کرنے والوں کا بڑا مقام ہے۔“ (۱۹)

آپ نے اس مکتوب میں واقعہ، طائف کی مثال دے کر بڑے احسن طریقے سے عفو درگزر کی تلقین

فرمائی ہے۔

حضرت خواجہ محمد صادق نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ دوآدمیوں کی باہمی گفتگو کو چوری چھپے سننے کو بھی معاشرے کیلئے زہر قاتل سمجھتے تھے چنانچہ آپ نے فرمایا:

”بعض لوگ دوسروں کی باہمی گفتگو کو چوری چھپے سننے کو ایک معمولی اور جائز حرکت خیال کرتے ہیں جبکہ اس پر بعض اوقات بڑے نقصانات کا باعث ہوتا ہے۔ اور لوگ ایک دوسرے سے لڑ پڑتے ہیں، لہذا کسی دوسرے کی باہمی گفتگو کا اس طرح نہیں سننا چاہیے۔“^(۲۰)

یعنی آپ کے نزدیک معاشرہ کی امن اور کے لئے کسی لوگوں کی ذاتی باتوں کو سننے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے اور نہ کسی کی ذاتی زندگی کے بارے میں بتانا چاہیے۔ آپ کے نزدیک ہر وہ برائی معاشرے کے امن کو تباہ کرتی ہے جس کو لوگ چھوٹی چھوٹی براہیاں سمجھ کر کرتے رہتے ہیں۔

پیش نظر تحقیقی مقالے سے درج ذیل امور سامنے آتے ہیں:

درحقیقت تصوف اسلام کی وہ روح رواں ہے جس سے امن و آشتی اور محبت کے بھول کھلتے ہیں۔ آج ہمارے ملک اور اسلامی دنیا میں بڑھتی ہوئی دہشت گردی، شدت پندری، فرقہ واریت، عدم برداشت اور انحراف امت درحقیقت اسلام کی روح تصوف سے دوری کا نتیجہ ہے۔ ان سب مسائل کا علاج تصوف میں مضمرا ہے۔

حضرت خواجہ محمد صادق نقشبندی کی تعلیمات اور آپ کی ذات سراپا امن ہیں اور محبت کا درس دیتی ہے۔ آپ نے ہمیشہ دوسرے کے حقوق کا خیال رکھنے کی بات کرتے دوسروں کے مذہب اور ملک کو بلا وجہ برا بھلا کرنے سے روکتے۔

آپ نے اپنے والستگان کو باہمی الجھاؤ سے بچنے کی تلقین فرمائی، واعظین کو ایسا اسلوب اختیار کرنے کی ترغیب دی جس سے لوگ دین کے قریب ہوں۔ اپنے سلسلہ طریقت سے والستہ لوگوں کو دوسرے سلاسل طریقت کے لوگوں پر بیجا تنقید سے منع فرمایا۔

لوگوں کی گفتگو کو چوری چھپے سننے اور ان کے ذاتی امور دوسرے کے سامنے ظاہر کرنے سے اجتناب کی تلقین کی۔

آپ خود بھی عفو و درگزر کے پکر تھے اپنے والستگان کو بھی بھی درس دیا، حقوق العباد کی تاکید فرمائی۔

آپ نے لوگوں کو دہنی تکلیف دینے سے اجتناب کی تاکید فرمائی جس سے معاشرتی بدآمنی جنم لیتی ہے، حتیٰ کہ مساجد میں لاڈ پسیکر کے استعمال کو بھی محدود رکھنے کی نہ صرف تلقین فرمائی بلکہ اپنے زیر انتظام مساجد میں اس امر کا عملی طور پر اہتمام بھی کیا۔

آج ضرورت ہے کہ معاشرتی امن سے متعلق حضرت خواجہ محمد صادق نقشبندیؒ اور دیگر مشائخ کی تعلیمات کو ملحوظ خاطر رکھا جائے تاکہ معاشرے میں امن کے پرچم لہرائیں، اور لوگوں کو امن و اماں نصیب ہو۔ آج کوئی اپنا ہو یا پر ایسا سب اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت خواجہ محمد صادق نقشبندیؒ نے ہمیشہ محبت، امن اور برداشت کا درس دیا ہے۔



حوالہ جات

- ۱۔ گنجہوار باب تصوف اور اسلام، امریکہ: مطبوعہ نیل یونیورسٹی، ۲۰۰۲ء، ص: ۱۳۵
- ۲۔ محمد طاہر، ڈاکٹر، حقیقت تصوف، لاہور: مکتبہ منہاج القرآن، ۱۹۹۲ء، ص: ۲۳
- ۳۔ آل عمران: ۷۳
- ۴۔ دہلوی، حضرت عبدالحق، اخبار الاخبار، کراچی: مدینہ پبلنگ کمپنی، ۱۹۸۹ء، ص: ۱۳۵
- ۵۔ ہجویری، علی بن عثمان، کشف الجوب، لاہور: مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ، ۱۹۹۶ء، ص: ۱۱۸
- ۶۔ محمد علیم الدین، مفتی، تذکرہ جاناں جہلم: مکتبہ سلطانیہ، ۲۰۱۳ء، ص: ۱۵
- ۷۔ فیض عالم، حاجی، بیاض فیض، جہلم: مکتبہ سلطانیہ، ۲۰۰۰ء، ص: ۳۱
- ۸۔ محمد علیم الدین، مفتی، آفات مشائخ، جہلم: سلطانیہ پبلیکیشنز، ۲۰۱۳ء، ص: ۵۹۲
- ۹۔ قریشی، عبدالعزیز، اسرار اولیا، گلہار کوٹی: مطبوعہ جامع الفردوس، ۱۹۹۳ء، ص: ۹۷
- ۱۰۔ بقائد محمد، حاجی، تخت سلطانیہ، جہلم: مکتبہ خانقاہ سلطانیہ، ۲۰۰۹ء، ص: ۲۷
- ۱۱۔ محمد علیم الدین، مفتی، خانقاہ نور حدادیت، جہلم: مکتبہ خانقاہ سلطانیہ، ۲۰۰۹ء، ص: ۳۳
- ۱۲۔ معین نظامی، ڈاکٹر، تذکرہ سلطانیہ، جہلم: مکتبہ خانقاہ سلطانیہ، ۲۰۰۹ء، ص: ۳۲

- ۱۳۔ محمد علیم الدین، مفتی، تذکرہ جانان، جہلم: مکتبہ خانقاہ سلطانیہ، ۱۴۰۱ھ، ص: ۱۵
- ۱۴۔ مجیدی، محمد نیر، تذکرہ صادق، گلہار کوٹی: مطبوعہ جامع الفردوس، ۱۴۰۸ھ، ص: ۲۷
- ۱۵۔ معین نظامی، ڈاکٹر، تذکرہ سلطانیہ، ص: ۲۳۱
- ۱۶۔ محمد علیم الدین، مفتی، خانقاہ نور حدايت، ص: ۳۲
- ۱۷۔ بقا محمد، حاجی، تختہ سلطانیہ، ص: ۹۲
- ۱۸۔ قریشی، عبدالعزیز، اسرار اولیاء، ص: ۵۸
- ۱۹۔ اکبرداد، پروفیسر، مکاتیب الفردوس، گلہار کوٹی: مطبوعہ جامع الفردوس، ۱۴۰۶ھ، ص: ۲۳۳
- ۲۰۔ محمد علیم الدین، مفتی، آفتاب مشائخ، ص: ۵۹۳

